نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اور کسبِ معاش

مولانا توحید عالم بجنوری
مدرس دارالعلوم دیوبند

{ یاَاَیُّھا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبَاتِ } اس خدائی حکم اور قانونِ الٰہی پر تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اپنے زمانے اور عہد کے لحاظ سے مختلف طریقوں سے عمل کیا بالخصوص نبی آخرالزماں، رحمت عالم، ہادیٔ دوعالم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مذکورہ قرآنی دستور کو عملی جامہ پہنایا، آقائے دو جہاں کبھی دایہ حلیمہ کے بچوں کے ساتھ بکریاں چراتے ہیں، تو کبھی خواجہ ابوطالب کے ساتھ بغرض تجارت شام کا سفر کرنے پر بضد ہوتے ہیں، محبوب رب العالمین اگر خدیجۃ الکبریٰ کا مال، مضاربت کے طور پر لے کر شام کا سفر فرماتے ہیں، تو اہل مکہ کی بکریاں چند قیراط کے بدلے جنگل میں چراتے ہوئے بھی نظر آتے ہیں؛ کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد ہے: "اپنے ہاتھوں کی کمائی سے بہتر کوئی کھانا نہیں ہوتا اور اللہ کے نبی حضرت داوٗد علیٰ نبینا وعلی الصلوٰۃ والسلام اپنے ہاتھوں کی کمائی کھاتے تھے" حضرت مفتی محمد شفیع عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ "معارف القرآن" میں فرماتے ہیں کہ: کسبِ معاش کے ذرائع میں تجارت اور محنت سب سے افضل اور اطیب ذریعۂ معاش ہے؛ لہٰذا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت اور سوداگری فرمائی ہے۔

شغلِ تجارت: (۱) حضرت عبداللہ بن ابی الحمساءؓ سے روایت ہے کہ میں نے بعثت سے قبل ایک مرتبہ محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک معاملہ کیا، میرے ذمہ کچھ دینار باقی تھا، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا کہ میں ابھی لے کر آتا ہوں، اتفاق سے گھر جا کر وعدہ بھول گیا، تین دن کے بعد یاد آیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کر کے آیا تھا، یاد آتے ہی فوراً وعدہ گاہ پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی مقام پر منتظر پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اتنا فرمایا کہ: تم نے مجھ کو زحمت دی، میں تین روز سے اسی جگہ تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت سے قبل عبداللہ بن سائبؓ کے ساتھ بھی تجارت میں شرکت فرمائی تھی، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے ہیں: کنتَ شریکی فنعم الشریکُ لا تداری ولا تماری (آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو میرے شریک تجارت تھے اور کیا

ہی اچھے شریک تھے، نہ کسی بات کو ٹالتے تھے اور نہ کسی بات میں جھگڑتے تھے)۔

(۳) آپ ﷺ نے قیس بن سائبؓ کے ساتھ بھی تجارت میں شرکت فرمائی تھی، وہ فرماتے ہیں: کان خیرَ شریکٍ لا یماری ولا یشاری (آپ بہترین شریک تھے، نہ جھگڑتے تھے، نہ کسی قسم کا مناقشہ کرتے تھے)۔

(۴) حضرت خدیجہ بنت خویلدؓ کے مال میں بطور مضاربت ملکِ شام جا کر تجارت کرنا تواتر کی حد تک مشہور ومعروف ہے، اسی سفر میں حضرت خدیجہؓ کے غلام میسرہ ساتھ تھے، انھوں نے آپ ﷺ کے اعلیٰ اخلاق اور بلند کردار کا خوب مشاہدہ کیا اور واپسی پر وہ رُودادِ سفر بیان کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ ایک صاحب نے آپ ﷺ سے کہا: لات وعزی کی قسم کھاؤ! آپ ﷺ نے فرمایا میں نے کبھی لات وعزّیٰ کی قسم نہیں کھائی، یہ سن کر وہ صاحب کہنے لگے یہ نبی آخرالزماں کی علامت ہے؛ غرض یہ کہ یہی سفر عقدِ مسنون کا سبب اور ذریعہ ثابت ہوا۔

اصولِ تجارت: قرآن کریم، احادیث رسول ﷺ اور سیرتِ طیبہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بزنس اور تجارت بہترین پیشہ اور نبی کی سنت ہے، بشرطیکہ اسلامی اصول اور آداب کا لحاظ رکھا جائے؛ لہٰذا تجارت پیشہ لوگوں کو بہت سے اہم اور شرعی امور کی پابندی کرنی چاہیے اور متعدد کاموں سے بچنا اور پرہیز کرنا چاہیے اور ساتھ ہی عقیدہ یہ ہو کہ ان امور کی پابندی اور پرہیز سے دارین کی فلاح مقدر ہوگی۔

تجارت میں مطلوب اوصاف: (۱) تقویٰ: رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں تاجر لوگ قیامت کے دن نافرمان لوگوں میں شامل کر کے اٹھائے جائیں گے، سوائے ان لوگوں کے جو اللہ سے ڈریں، نیکی اختیار کریں اور سچ بولیں۔

(۲) امانت ودیانت: رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: التاجرُ الصدوقُ الأمینُ مع النبیین والصدیقین والشھداء (سچا امانت دار تاجر آخرت میں انبیا، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا) (ترمذی، ج ۳، ص ۱۴۵)

(۳) سچائی: اوپر کی روایت میں دیانت وامانت کے ساتھ ایک وصف صدق اور سچائی بھی مذکور ہے۔

(۴) نرمی اور حسن اخلاق: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مزارعت کو حرام نہیں فرمایا؛ بلکہ یوں ارشاد فرمایا کہ: ایک دوسرے کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرو (مشکوٰۃ شریف، ص ۳۱۵)

(۵) بہتر ادائیگی: آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ: تم میں سب سے بہتر وہ ہے، جو ادائیگی میں سب سے بہتر ہو (بخاری شریف، ج ۱، ص ۳۲۲)

(۶) تول میں جھکاؤ: اجرت لے کر وزن کرنے والے سے حبیب کبریا ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ زِنْ وأرْجِحْ (تولو اور جھکا ہوا تولو)

(۷) صبح سویرے بیداری: اللہ کے نبی ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! میری امت کے لیے اس کی صبح کے اوقات میں برکت عطا فرما، لہٰذا راویِ حدیث حضرت صخر غامدی اپنے تاجروں کو صبح کے وقت ہی بھیجتے تھے؛ چنانچہ وہ

مالدار ہو گئے اور ان کے مال میں اضافہ ہو گیا۔(مشکوٰۃ شریف، ص ۳۳۹)

(۸) صدقہ: قیس بن غرزہؓ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، اس زمانہ میں ہمیں "سماسرہ" کہا جاتا تھا، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے "تجار" کی جماعت! بیشک شیطان اور گناہ دونوں خرید و فروخت میں آجاتے ہیں، پس تم اپنی تجارت کے ساتھ صدقہ کو ملا لو (مشکوٰۃ شریف، ص ۲۴۳)

(۹) سخاوت: نبی آخر الزماں ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ سخی انسان پر رحم فرمائے جب وہ بیچے جب وہ خریدے اور جب وہ تقاضہ کرے (بخاری شریف ج ۱ ص ۲۷۸)

(۱۰) تنگ دست کی رعایت: نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو کسی تنگ دست کو مہلت دے یا معاف کر دے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو اپنے عرش کے سائے میں جگہ دے گا، جس دن اللہ کے عرش کے سائے کے علاوہ کوئی اور سایہ نہ ہوگا (ترمذی شریف، ج ۱ ص ۱۵۶)

مذکورہ بالا اوصاف کے علاوہ تاجر کا رسول اللہ ﷺ کا متبع ہونا بہت ضروری ہے اور حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ سیرتِ المصطفیٰ کی پہلی جلد میں فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ سب سے زیادہ بامروت، سب سے زیادہ خلیق، سب سے زیادہ پڑوسیوں کے خبر گیر، سب سے زیادہ حلیم و بردبار، سب سے زیادہ سچے اور سب سے زیادہ امانت دار تھے، لہٰذا یہ تمام اوصاف ہر مسلمان میں ہونے چاہئیں خواہ وہ تاجر ہو یا نہ ہو۔

جن چیزوں سے تاجر کو بچنا چاہیے: (۱) ناپ تول میں کمی: ارشاد باری ہے وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَا اکْتَالُوْا عَلَی النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ وَاِذَا کَالُوْھُمْ اَوْ وَّزَنُوْھُمْ یُخْسِرُوْنَ (تطفیف) (بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے کہ جب وہ لوگوں سے ناپ کر لیں تو پورا لیتے ہیں اور جب لوگوں کو ناپ کر یا تول کر دیں تو گھٹا دیتے ہیں)

(۲) دھوکہ: رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا مَنْ غَشَّ فَلَیْسَ مِنَّا (جو کوئی دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں) (مشکوٰۃ شریف ص ۲۴۸)

(۳) جھوٹ: ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں گناہوں میں سب سے بڑا گناہ نہ بتلاؤں، صحابہؓ نے عرض کیا: ضرور بتلائیے اے اللہ کے رسول ﷺ! فرمایا: اللہ کے ساتھ شریک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا اور آپ ﷺ سہارا لگا کر بیٹھے ہوئے تھے تو بیٹھ گئے اور فرمایا: یاد رکھو اور جھوٹ بات اور جھوٹی گواہی سے بچو (راوی نے) دو مرتبہ کہا، پھر آپ ﷺ اسی کو دہراتے رہے۔(بخاری شریف ص ۸۸۴)

(۴) کسی کو نقصان پہنچانا: نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو کسی مسلمان کو نقصان پہنچائے اللہ اسے نقصان پہنچائے گا اور کسی کو مشقت میں ڈالے اللہ اس پر مشقت ڈالے گا (مشکوٰۃ شریف ص ۲۴۹)

(۵) گالی گلوچ: فحش گوئی اور ہر بُری بات سے اجتناب بھی ضروری ہے، کیوں کہ آپ ﷺ ان چیزوں سے سب

سے زیادہ بچتے اور پرہیز کرتے تھے۔

اس کے علاوہ بے جا مناقشہ کرنے، قسم کھانے اور وعدہ خلافی سے بھی بچنا چاہئے۔

بکریاں چرانا: نبی اکرم ﷺ نے جب آنکھیں کھولیں اور ذرا ہوش سنبھالا تو رضاعی والدۂ محترمہ حلیمہ سعدیہ سے پوچھا کہ: رضاعی بھائی عبداللہ نظر نہیں آتے، حضرت سعدیہ نے فرمایا کہ: وہ بکریاں چرانے جاتے ہیں، اسی وقت فرمایا کل سے میں بھی بھائی عبداللہ کے ہمراہ بکریاں چرانے جاؤں گا، گویا اسی وقت یہ احساس فرمالیا کہ: اپنا بار دوسروں پر ڈالنے کے بجائے خود اٹھانا چاہیے، نیز جب آپ مکہ میں رہتے تھے تو اہل مکہ کی بکریاں چند قیراط کے بدلے چراتے تھے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مقام "الظہر ان" میں ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے کہ وہاں پیلو کے پھل چننے لگے، آپ ﷺ نے فرمایا: سیاہ دیکھ کر چنو وہ زیادہ خوش ذائقہ اور لذیذ ہوتے ہیں، ہم نے عرض کیا کہ: یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ ﷺ بکریاں چرایا کرتے تھے؟ کہ آپ کو یہ بات معلوم ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ کوئی ایسا نبی نہیں ہوا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ آپ نے بھی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ہاں میں بھی اہل مکہ کی بکریاں چند قیراط پر چرایا کرتا تھا۔

حضرات انبیا علیہم السلام سے بکریاں چروانا: حاملینِ نبوت و رسالت حضرات انبیا و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کو چوں کہ بارگاہِ ایزدی سے ایک خاص مقصد اور مشن کے تحت بھیجا گیا تھا اور وہ ہے امت کی گلہ بانی یعنی بعثت و نبوت سے سرفراز فرمانے کے بعد بنی نوعِ آدم کو ہر ہر نشیب و فراز سے بچاتے ہوئے ہموار راستہ پر چلانا اور گمراہ کن اور پیچیدہ راستوں سے نکال کر صراطِ مستقیم اور معتدل راہ پر چلاتے ہوئے منزلِ مقصود تک پہنچانا، اس مقدس و پاکباز گروہ اور جماعت کا فریضۂ منصبی ہوتا تھا اور افرادِ انسان بالکل بے خبر اور بے نکیل جانور کی طرح ہر طرف دوڑنا اور ہر چراگاہ سے چرنا، اپنا فطری عمل جانتے ہیں، پس انبیاء علیہم السلام ہر ہر گام پر حفاظت فرماتے ہیں، جبکہ ہر چہار جانب سے انسانی بھیڑیے شیطان کے حملے ہوتے ہیں، ساتھ ہی نفوس کا مستقل من چاہا راستہ ہوتا ہے، جو رب چاہے راستوں سے ذرہ برابر میل نہیں کھاتا، پس یہ دونوں درندے یعنی شیطان اور نفسِ امارہ گمراہ کن راستوں کو تمام تر زیبائش و آرائش سے آراستہ کر کے اولادِ آدم اور حوا کے لاڈلوں کو راہِ راست اور خدائی ڈگر سے ہٹا کر کسی بھی غلط راستے پر ڈالنے کو مقصدِ زندگی سمجھتے ہیں اور شیطان اپنی ذریات کو اسی پر انعامات سے نوازتا ہے کہ کسی صورت بھی انسانوں کو راہِ جنت سے برگشتہ کر کے راہِ جہنم پر گامزن کر دیا جائے، اس صورتِ حال میں اگر انبیاء اور رسولوں کی مقدس جماعت کی اور ان کے پیروکاروں کی کاوش و کوشش اور جد وجہد نہ ہوں تو راہِ راست کے راہرو حضرات اور خدا کے فرماں برداروں کا کیا حال ہوگا؟ وہ کسی ادنی عقل رکھنے والے پر بھی مخفی نہیں ہے، اولادِ آدم اور بناتِ حوا کی یہ حالت جانوروں میں بکریوں سے بہت زیادہ میل کھاتی ہے کہ اونٹ، گائے، بیل اور بھینس کو چرانا اور سنبھالنا اتنا مشکل نہیں ہے، جتنا بکریوں کو چرانا اور ان کی حفاظت کرنا مشکل ترین ہے؛ کیوں کہ بکریاں کبھی اِدھر بھاگتی ہیں تو کبھی اُدھر، ابھی یہاں ہیں تو تھوڑی دیر میں وہاں نظر آتی ہیں اور چرواہا بے چارہ سرگرداں اور پریشان رہتا ہے، کبھی اِدھر

سے روکتا ہے تو کبھی اُدھر سے، مزید براں بھیڑیے کا خوف وخطرہ ہمہ وقت لگا رہتا ہے، درندہ ہمیشہ گھات میں رہتا ہے کہ کب چرواہے کی نظر ہٹے اور وہ اپنا کام تمام کر بھاگے، چرواہا چاہتا ہے کہ تمام بکریاں یکجا اکٹھی رہیں؛ تاکہ بھیڑیوں اور درندوں سے حفاظت رہے، صبح سے شام تک بھیڑ بکریوں کے پیچھے پیچھے اسی طرح بھاگتا اور دوڑتا رہتا ہے، بالکل اسی طرح حضراتِ انبیاء اولادِ آدم کے ریوڑ اور امت کے افراد کے لیے متفکر اور پریشان رہتے ہیں کہ تمام افرادِ امت اور بنی آدم کا پورا ریوڑ راہِ راست اور صراطِ مستقیم پر گامزن رہے۔ شیطان اور نفس امّارہ کے حملے سے ہر ہر فرد محفوظ رہے، بلکہ نبی اور رسول کو اپنی قوم اور امت کی فکر چرواہے سے بہت زیادہ ہوتی ہے کہ چرواہا کم از کم رات کو سکون کی نیند سوتا ہے؛ لیکن نبی ورسول کو سوتے، جاگتے، کھاتے، پیتے، چلتے، پھرتے ہر وقت یہی فکر رہتی ہے کہ امت میں صلاح وفلاح کیسے پیدا ہو اور قوم اپنی ہلاکت وبربادی کے راستے سے بچ کر دائمی راحت وآرام کا راستہ کس طرح اختیار کرے اور قوم وملت بالکل بکریوں کی طرح اپنی ہلاکت وتباہی کی فکر نہیں کرتی، شیطانی درندوں اور نفس کے پھندوں میں قوم پھنستی رہتی ہے، نبی قوم کی یہ حالت دیکھ کر اس قدر دکھی ہوتے ہیں کہ مخلوق اس کا اندازہ شاید نہ کر سکے؛ البتہ خالق کو اس کا اندازہ ضرور ہوتا ہے؛ کیوں کہ وہ عالم الغَیب وَالشَّہادَۃِ ہے، پس ارشادِ باری ہے: لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَفْسَکَ اَنْ لَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ (الکہف) (شاید آپ ﷺ ان کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے اپنی جان دیدیں گے)

حرفِ آخر: انبیاء کرام علیہ السلام کا یہ مقدس گروہ نہایت برگزیدہ اور چنیدہ ہوتا ہے، تمام انسانوں میں خدا تعالیٰ کا سب سے پسندیدہ طبقہ یہی انبیاء اور رسولوں کا ہے، اگر باری تعالیٰ چاہتا تو دنیا کا مال ودولت اور حکومت واقتدار اس مقدس جماعت کے قدموں میں ڈال دیتا؛ لیکن قانونِ الٰہی اور خدائے بزرگ وبرتر کی عادتِ مبارکہ بالکل مختلف رہی ہے کہ یہ مقربین بارگاہِ خدا اکثر وبیشتر فقر وفاقہ اور تنگ دستی میں مبتلا رہے ہیں، اپنی اور اہل خانہ کی ضروریاتِ زندگی کے لیے جدوجہد اور محنت ومشقت کرتے نظر آتے ہیں وجہ یہ دکھائی دیتی ہے کہ امت اور قوم سبق حاصل کرے؛ کیوں کہ انسانوں کی اکثریت غربت وافلاس کی شکار ہے اور یہ بات بھی تاریخ کا حصہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق کرنے اور پیروی کرنے میں پہل کرنے والے بھی یہی لوگ ہوتے ہیں اور دولت مند حضرات اور صاحب اقتدار لوگ ہمیشہ یا اکثر وبیشتر مخالفت کرتے ہیں، پس نبی اور رسول اپنے ماننے والوں کی اکثریت کو ذریعۂ معاش کا راستہ دکھانے کے لیے کبھی تجارت کو اختیار کرتے ہیں اور اس کے فضائل وفوائد بیان کرتے ہیں تاکہ امت کا بڑا طبقہ اس پیشہ سے جڑ کر اپنا اور اپنے اہل خانہ کا معاش درست کر سکے، کبھی نبی بکریاں چراتے ہیں کہ امت کا دوسرا گروہ اور بہت سے افراد اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے دوسرے کام اختیار کرے خواہ اپنے مویشی سے یا دوسرے لوگوں کے مویشیوں کو اجرت پر چرا کر بچوں کی پرورش وغیرہ کا نظم کر سکے؛ بہر کیف ہر طبقہ اور ہر جماعت اصولِ شریعت (قرآن وحدیث) کے ساتھ ذریعۂ معاش اختیار کر سکتا ہے؛ چنانچہ ہر وہ پیشہ جائز ہوگا جس میں اصولِ شریعت کی مخالفت نہ ہو اور اتباعِ سنت کی بھی نیت ہو، تو دنیا کے ساتھ ساتھ ذخیرۂ آخرت بھی ہوگا، خدا تعالیٰ تمام امت کو اتباعِ سید المرسلین کے ساتھ زندگی گزارنے کی توفیق نصیب فرمائے! آمین یارب العالمین۔

☆......☆......☆